UNIVERSITY OF CAMBRIDGE INTERNATIONAL EXAMINATIONS
General Certificate of Education Ordinary Level

SECOND LANGUAGE URDU **3248/02**

Paper 2 Language Usage, Summary and Comprehension

October/November 2006

1 hour 45 minutes

Additional Materials: Answer Booklet/Paper

READ THESE INSTRUCTIONS FIRST

If you have been given an Answer Booklet, follow the instructions on the front cover of the Booklet.
Write your Centre number, candidate number and name on all the work you hand in.
Write in dark blue or black pen.
Do not use staples, paper clips, highlighters, glue or correction fluid.

Answer **all** questions.

At the end of the examination, fasten all your work securely together.
The number of marks is given in brackets [ ] at the end of each question or part question.

مندرجہ ذیل ہدایات غور سے پڑھیے۔

اگر آپ کو جواب لکھنے کی کاپی ملے تو اس پر دی گئی ہدایتوں پر عمل کریں۔
تمام پرچوں پر اپنا نام، سینٹر نمبر اور امیدوار کا نمبر لکھیں۔
صرف نیلے یا کالے رنگ کا قلم استعمال کریں۔
سٹیپل، گوند، ٹپ ایکس، وغیرہ کا استعمال منع ہے۔
لغت (ڈکشنری) استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ہر سوال کا جواب دیں۔
اپنے جوابات اردو میں تحریر کریں۔
اس پرچے میں ہر سوال کے مارکس بریکٹ میں دیئے گئے ہیں: [ ]
آپ کا ہر جواب دی گئی حدود کے اندر ہونا چاہیئے۔
اگر آپ ایک سے زیادہ جوابی کاپیوں کا استعمال کریں، تو انہیں مضبوطی سے ایک دوسرے سے نتھی کریں۔

This document consists of **9** printed pages and **3** blank pages.

SJF4003 T11364/4
© UCLES 2006

UNIVERSITY *of* CAMBRIDGE
International Examinations

PART 1: Language Usage

Vocabulary

1 تین جملے اس طرح بنائیں، جن سے نیچے دیئے گئے الفاظ کے معنوں میں فرق واضح ہوجائے۔

- خون سفید ہونا ۔ خون خشک ہونا ۔ خون کا پیاسا ہونا ۔ [3]

2 نیچے دیئے گئے الفاظ سے اس طرح جملے بنائیں کہ مفہوم پوری طرح واضح ہوجائے۔

- مکھیاں مارنا ۔ سبز باغ دکھانا ۔ [2]

Sentence transformation

نیچے دیے ہوئے ہر نامکمل جملے کو اس طرح لکھیں کہ جُملے کا مطلب نہ بدلے۔

اپنے جواب Answer Sheet پر لکھیے۔

مثال: مہمانوں کے آنے سے گھر میں رونق آجاتی ہے۔

گھر میں رونق ہوجاتی ہے مہمانوں کے آنے سے۔

3 پہاڑی علاقوں میں کل سے برفباری جاری ہے۔ [1]

کل سے ....

4 کہانی کا انجام اچھا ہوتو پڑھنے کا مزا دوبالا ہوجاتا ہے۔ [1]

انجام اچھا ....

5 تنگ گلی کُوچوں میں رہنے سے گھُٹن کا احساس ہوتا ہے۔ [1]

گھُٹن کا ....

6 دوبارہ فیل ہونے پر بھی اُسے شرمندگی کا کوئی احساس نہیں تھا۔ [1]

شرمندگی کا ....

7 لڑکی ہے یا چھلاوہ، ہر وقت اُچھل کود کرتی رہتی ہے۔ [1]

ہر وقت ....

Cloze Passage

سوال نمبر 8 سے 12 تک ہر ایک خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے نیچے دیے گئے الفاظ میں سے صحیح الفاظ چُن کر Answer Sheet میں ترتیب سے لکھیے۔

دریائے سوات نے وادی سوات کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ یہ دریا جب ___8___ پگڈنڈیوں پر سے گہری ڈھلوانوں کی طرف بہتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کہ نیلا رِبن دور دور تک سبزے کے بیچوں بیچ ___9___ ہو۔ سوات کے دلکش نظارے سیاحوں کے دل کو ___10___ ہیں۔ پرندوں کی سُریلی آوازیں کانوں میں رس گھولتی ہیں۔ شہری زندگی کی مصروفیات سے اگر کچھ لمحے نکل سکیں تو یہ نظارے بالکل ___11___ میں دستیاب ہیں۔ انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ایسی جگہیں ابھی بھی انسان کی نظر سے ___12___ ہیں جنہیں دیکھ کر دوبارہ جینے کو جی چاہتا ہے۔

خوش ۔ گہری ۔ ارزاں ۔ اونچی نیچی ۔ ظاہر
اوجھل ۔ مناسب ۔ اعلیٰ ۔ لُبھاتے ۔ ناپید
عیاں ۔ بچھا ۔ انجام ۔ مفت ۔ اثر

[5]

PART 2: Summary

نیچے دی گئی عبارت کو پڑھیے اور دیے گئے اشاروں کی مدد سے 100 الفاظ میں اردو میں خلاصہ لکھیے۔

یہ کوئی نہیں جانتا کہ فٹ بال کب اور کیسے وجود میں آیا لیکن سبھی جانتے ہیں کہ آج یہ دنیا کا مقبول ترین کھیل ہے۔ انگریز خصوصاً اس کھیل کے دیوانے ہیں۔ اُنیسویں صدی کے وسط میں کیمبرج یونیورسٹی نے اس کے اصولوں کی بنیاد ڈالی جسے باقیوں نے اپنایا۔ بعد از اں 1863 میں فری منز نے اصولوں کی ایک فہرست تیار کی جس کی بنا پر فٹ بال ایسوسی ایشن وجود میں آئی۔

شروع میں یہ متوسط اور اونچے طبقے کا کھیل سمجھا جاتا تھا اور کھلاڑی اتنے منجھے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ پہلا مقابلہ اوول (oval) کے میدان میں دو ہزار تماشائیوں کے سامنے ہوا۔ تھوڑے ہی عرصے میں یہ برطانیہ کا مقبول ترین کھیل بن گیا اور چھٹی کی دوپہر لوگ فٹ بال کے میدان میں گزارنے لگے۔

فٹ بال کا جنون دن بدن بڑھتا چلا گیا اور ساتھ میں مختلف ٹیموں کے حمائیتیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ یہ کھیل جو پہلے وقت گزارنے کا اچھا اور پُرسکون ذریعہ تھا اب میدانِ جنگ بنتا جا رہا ہے۔ مختلف ٹیموں کے حمائیتی نہ صرف اپنی ہار بلکہ جیت پر بھی اتنے جوش میں آجاتے ہیں کہ کھیل کا میدان ایک اکھاڑہ لگنے لگتا ہے۔ ان ہنگاموں کو روکنے اور ان پر قابو پانے کے لیے بعض اوقات تماشائیوں جتنی پولیس درکار ہوتی ہے جس سے حکومت کو بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ برطانیہ کے شائقین اپنے جارحانہ اور غلط روّیے کی بنا پر پوری دنیا میں بدنام ہو چکے ہیں۔ ہار جیت کو اپنی انا کا مسئلہ بنانا اور کھیل کے میدان میں شراب نوشی کا کھلا استعمال اس روّیے کے ذمہ دار ہیں۔ یورپین پارلیمنٹ نے ایک حالیہ بیان میں پورے یورپ میں ہونیوالے مقابلوں کے درمیان شراب پر مکمل پابندی لگانے کی تجویز پیش کی ہے۔

اس کے برعکس کرکٹ ایک پُرسکون کھیل ہے۔ ون ڈے میچوں کے علاوہ پانچ پانچ دن تک ٹیسٹ میچ جاری رہتے ہیں جو کہ ایک طرح سے تماشائیوں کے صبر و تحمل کا امتحان ہے۔ باوجود ترقی پانے کے فٹ بال کے کھلاڑیوں کی طرح کرکٹ کے نامور کھلاڑی اتنی جلدی کروڑ پتی نہیں بن سکتے۔

خلاصہ لکھتے وقت مندرجہ ذیل باتیں شامل کیجیے۔

13 **(i)** فٹ بال کا آغاز۔

(ii) کھیل یا جنگ۔

(iii) فسادات کی وجوہات۔

(iv) فسادات کا حل۔

(v) کرکٹ اور فٹ بال کا موازنہ۔

[10]

PART 3: Comprehension

Passage A

درج ذیل عبارت کو پڑھیے پھر بعد میں دیئے گئے سوالوں کے جواب جہاں تک ممکن ہو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

اسلام نے جتنا رتبہ اور حقوق عورت کو دیے ہیں وہ آج تک کوئی دوسرا مذہب نہیں دے سکا۔ ہمارے معاشرے کے بنائے ہوئے رسم و رواج اور قاعدے وقوانین نے یہ سارے حقوق پامال کر دیے ہیں۔ عورت اپنی تابعداری اور وفاداری کے وصف کی وجہ سے محکومی کا شکار ہوگئی ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں وہاں عورتوں کی حالت غیر اسلامی ممالک کے مقابلے میں ابتر ہے۔

اسلام میں عورت کو تجارت، زراعت، لین دین، صنعت و حرفت، درس و تدریس صحافت وحکومت، غرض کہ زندگی کے ہر میدان میں اپنی صلاحیت دکھانے اور فیصلہ کرنے کی پوری اجازت ہے لیکن مردوں نے اس کے سارے حقوق سلب کرکے اُس کی مرضی معلوم کئے بغیر تمام تر گھریلو ذمہ داریوں اور فرائض کا بوجھ اُس کے کندھوں پر ڈال دیا ہے۔ کئی اسلامی ممالک میں آج بھی عورت کی زندگی کے سارے فیصلے مرد حضرات ہی کرتے ہیں۔ باہر کام کرنے کی اجازت تو درکنار اُسے اپنا جیون ساتھی بھی چُننے کی آزادی نہیں۔ کئی علاقوں میں اس بات کو اپنی عزّت کا مسئلہ بنا کر عورت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے جبکہ اسلام میں قتل گناہ کبیرہ تصور کیا جاتا ہے اور ہر کمزور فرد اور طبقے پر ہونے والا ظلم خدا کی نافرمانی میں شمار ہوتا ہے۔

بیشتر ملکوں میں آج بھی مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ جہاں بیٹوں کی پیدائش پر خوشی کی لہر دوڑتی ہے وہاں بیٹیوں کی پیدائش رنگ میں بھنگ ڈال دیتی ہے صرف اس لیے کہ لڑکا مستقبل کا سہارا سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ بات اب غلط ثابت ہوچکی ہے۔ دیکھا جائے تو بیٹیاں ہر معاملے میں والدین پر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے تیار رہتی ہیں۔

پاکستان کے دردمند طبقے نے اس ناانصافی کے خلاف تحریک چلائی اور پاکستان کے چیف جسٹس میاں عبدالرّشید مرحوم نے ۱۹۵۵ء میں ایک کمشن قائم کیا جس میں خواتین کے لیے نئی سفارشات پیش کی گئیں لیکن ان پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ بہرحال ۱۹۹۷ء تک عورتوں کے حقوق میں کافی مثبت تبدیلیاں آئیں۔

مغربی عورت کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اُنہیں زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے لیکن اگر آپ گہرائی میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی اب تک مرد کا ہی راج ہے۔ باہر کام کرنے میں عورت کو مرد کی نسبت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے مگر تنخواہ کم ملتی ہے چاہے وہ مرد سے ذہنی طور پر زیادہ قابل ہی کیوں نہ ہو۔

اب مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب جہاں تک ممکن ہو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

14 اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیے ہیں؟ [3]

15 مسلمان ملکوں میں عورت کا کیا مقام ہے؟ [4]

16 پاکستان میں عورت کے حقوق کے لیے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ [2]

17 مغرب میں عورت کی ترقی کے بارے میں مصنّف کا کیا خیال ہے؟ [3]

18 آپ کی رائے میں لڑکی کی نسبت لڑکے کو کیوں ترجیح دی جاتی ہے؟ تین وجوہات بتائیے۔ [3]

© UCLES 2006

Passage B

نیچے دی گئی عبارت کو پڑھ کر پھر سوالات کے جواب اپنے الفاظ میں لکھیے۔

کراچی سے چند کلومیٹر دور شمالی علاقے منگھو پیر میں سخی سلطان بابا کے مزار کے قریب ہی ایک تالاب ہے جہاں ہر سال مگرمچھوں کا میلہ منایا جاتا ہے۔ اس تالاب میں ۱۰۰ سے اوپر مگرمچھ پائے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ یہ مگرمچھ اُس زمانے کی یادگار ہیں جب دریائے سندھ یہاں سے گزرتا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق یہ کسی بزرگ کی کرامت ہیں۔ اس علاقے کے لوگ انہیں خوشیوں اور خوشحالی کا ضامن سمجھتے ہیں۔ اس علاقے کے مکین جو 'شیدی برادری' کے نام سے جانے جاتے ہیں، ہر سال اپنی برادری کی خوشی اور خوش نصیبی کے لیے ایک رنگا رنگ میلے کا اہتمام کرتے ہیں جس میں دور دور سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں شرکت کے لیے آتے ہیں۔ شیدی برادری کے افراد بنیادی طور پر افریقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور غلاموں کی حیثیت سے مختلف ادوار میں یہاں آئے تھے۔ آج بھی افریقہ کے کچھ افراد مگرمچھوں کی پوجا کرتے ہیں اور اُن کی کھالیں پہن کر رقص کرتے ہیں۔

میلے کا سب سے اہم جز مگرمچھوں کے سردار کو گوشت اور حلوہ کھلانا ہے۔ سب سے عمر رسیدہ مگرمچھ کو سردار چُنا جاتا ہے اور اُسے 'مور صاحب' کا لقب دیا جاتا ہے۔ اُس کے سر پر سیندور اور عطر لگایا جاتا ہے اور گلاب کے پھولوں کا ہار ڈالا جاتا ہے۔ اس تقریب کے بعد لوگ ایک دوسرے کو گلے مل کر مبارکباد دیتے ہیں اور اجتماعی طور پر دُعا مانگتے ہیں کہ اگلے سال تک کا عرصہ خوشحالی میں بسر ہو۔ اس تالاب کے تمام مگرمچھ بے ضرر ہوتے ہیں اور انسان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتے۔ یہ میلہ چار دنوں تک جاری رہتا ہے۔ یہاں پر جلوس کے افراد دھمال ڈالتے ہیں۔ اس میلے میں پڑھی جانے والی دُعائیں اور ان کی ادائیگی کا طریقہ شیدی برادری میں سینہ در سینہ منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔

سخی سلطان بابا کے مزار کے آس پاس کافی قدرتی چشمے پائے جاتے ہیں۔ ان میں کچھ گرم اور کچھ سرد ہیں۔ انہیں لوگ شفا کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ میلے میں جانے والے لوگ پہلے گرم پانی کے چشمے پر غسل کرتے ہیں اور پھر سرد پر۔ اُن کے عقیدے کے مطابق نہانے والوں کو تمام جِلدی بیماریوں اور جزام جیسے موذی مرض سے نجات مل جاتی ہے۔ سائینس دانوں کا کہنا ہے کہ ان چشموں میں گندھک (سلفر) موجود ہے جو جِلدی امراض کے لیے فائدہ مند ہے۔

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں لکھیے۔

19 یہ میلہ کب اور کہاں منایا جاتا ہے؟ [2]

20 شیدی لوگوں کا تعلق کہاں سے ہے اور یہ کس طرح یہاں پہنچے؟ [2]

21 میلے کے دوران کونسی رسمیں منائی جاتی ہیں؟ [4]

22 مگرمچھوں کے بارے میں کون سی تین روایتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ [3]

23 لوگ میلے میں خوشی کا اظہار کیسے کرتے ہیں؟ [2]

24 قدرتی چشموں کے بارے میں سائنس دانوں کا خیال مقامی لوگوں سے کس طرح مختلف ہے؟ [2]

© UCLES 2006

BLANK PAGE

BLANK PAGE

BLANK PAGE

Permission to reproduce items where third-party owned material protected by copyright is included has been sought and cleared where possible. Every reasonable effort has been made by the publisher (UCLES) to trace copyright holders, but if any items requiring clearance have unwittingly been included, the publisher will be pleased to make amends at the earliest possible opportunity.

University of Cambridge International Examinations is part of the University of Cambridge Local Examinations Syndicate (UCLES), which is itself a department of the University of Cambridge.